اتباعِ رسول ﷺ ہی کیوں؟

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

رسول اللہ ﷺ کا اتباع فرض ہے۔آپ ﷺ کے اقوال وافعال دین ہیں۔

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾(النّساء : ۸۰)

''جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی، یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

❀ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمِيزَانُ الْأَكْبَرُ، فَعَلَيْهِ تُعْرَضُ الْأَشْيَاءُ، عَلٰى خُلُقِهٖ وَسِيرَتِهٖ وَهَدْيِهٖ، فَمَا وَافَقَهَا فَهُوَ الْحَقُّ، وَمَا خَالَفَهَا فَهُوَ الْبَاطِلُ .

''رسول اللہ ﷺ سب سے بڑی کسوٹی ہیں، لہٰذا آپ ہی کے اخلاق، سیرت اور منہج پر تمام اشیا پیش کی جائیں گی۔ جو ان کے موافق ہوں، وہ حق اور جو مخالف ہوں، وہ باطل قرار پائیں گی۔''

(الجامع لأخلاق الراوي للخطيب : ۸، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ

بَيْنَهُمْ أَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

(النّور : ٥١)

''مؤمنوں کو فیصلے کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے، تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور پیروی کریں گے۔ یہی لوگ کامیاب ہیں۔''

❀ نیز ارشاد ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾(النّور : ٦٣)

''حکم رسول کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈر جانا چاہیے کہ ان پر کوئی بڑا فتنہ یا دردناک عذاب آ جائے۔''

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (٧٧٤ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ﴾ أَيْ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ سَبِيْلُهٗ وَمِنْهَاجُهٗ وَطَرِيقَتُهٗ وَسُنَّتُهٗ وَشَرِيعَتُهٗ، فَتُوزَنُ الْأَقْوَالُ وَالْأَعْمَالُ بِأَقْوَالِهٖ وَأَعْمَالِهٖ، فَمَا وَافَقَ ذٰلِكَ قُبِلَ، وَمَا خَالَفَهٗ فَهُوَ مَرْدُودٌ عَلٰى قَائِلِهٖ وَفَاعِلِهٖ، كَائِنًا مَّا كَانَ .

''فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ﴾(النّور : ٦٣) ''حکم رسول کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے۔'' یہاں مراد رسول ﷺ ہیں اور آپ کے امر سے مراد آپ کا راستہ، منہج، طریقہ اور شریعت ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال ہی میزان ہیں، جو قول وفعل آپ کے موافق ہو، قبول کیا جائے گا اور جو خلاف ہو، وہ اس کے قائل وفاعل پر لوٹا دیا جائے گا، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔''

(تفسیر ابن کثیر : ٦/٩٠)

❀ اللہ رب العزت نے فرمایا :

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِي اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

(النّساء : ٦٥)

''(نبی!) آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، آپ کے فیصلے پر دلوں میں گھٹن محسوس نہ کریں، بلکہ سر تسلیم خم کر دیں۔''

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

''یہی آیت اس شخص کے لیے کافی ہے، جو عقل مند اور ہوشیار ہو، نیز اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور یہ یقین رکھتا ہو کہ یہ وعدہ اس کے رب نے اس سے لیا ہے اور یہ وصیت اس کی طرف سے اس پر لاگو ہے۔ انسان کو اپنے نفس کی تشخیص کرنی چاہیے۔ اگر وہ صحیح حدیث میں موجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے بارے میں اپنے نفس میں تنگی محسوس کرے یا اپنے نفس کو پائے کہ وہ اس چیز کو تسلیم ہی نہیں کرتی، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس تک پہنچی ہے یا اپنے نفس کو فلاں اور فلاں کے قول یا اپنے ذاتی قیاس واستحسان کی طرف مائل ہونے والا پائے یا اپنے نفس کو پائے کہ وہ اختلاف میں فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے کسی صحابی یا بعد والے کی طرف لے کر جاتی ہے تو وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے اور اس کا فرمان حق ہے کہ وہ مؤمن نہیں۔ اللہ

نے سچ فرمایا ہے، جب وہ مؤمن نہیں تو کافر ہی ہے۔ کسی تیسری قسم کی طرف تو کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔'' (الإحکام: ۱/۱۱۱)

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

(النّساء: ۵۹)

''پھر اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو، یہی بہتر اور احسن کام ہے انجام کے اعتبار سے۔''

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

''ان آیات میں کئی قسم کی عبرتیں ہیں، جو اس شخص کی گمراہی اور اس کے نفاق پر دلیل ہیں، جس نے کتاب وسنت کے علاوہ سے اپنے مسئلے کا فیصلہ کروایا ہے، اگرچہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ وہ شرعی دلائل اور اپنے تئیں عقلیات کے درمیان تطبیق چاہتا ہے۔ یہ وہ امور اور کئی دوسرے اعتبارات ہیں، جو بعض مشرک طاغوتوں اور اہل کتاب سے لیے گئے ہیں۔''

(دَرْءُ تعارض العقل والنّقل: ۱/۵۸)

❁ علامہ ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کمال تسلیم، آپ کے حکم کے لیے کمال فرمانبرداری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو قبولیت وتصدیق کے ساتھ لینا واجب ہے، بغیر اس

کے کہ ہم اس کے مقابلے میں کوئی خیالِ باطل لائیں، جسے ہم معقول کا نام دیتے ہوں یا ہم اس میں کوئی شبہ یا شک پیدا کریں یا اس پر لوگوں کی آراء اور ان کے اذہان کے کوڑے کرکٹ کو مقدم کریں، لہٰذا ہم فیصلے، تسلیم، اطاعت اور فرمانبرداری میں رسولِ کریم ﷺ کی توحید کے قائل ہیں، جیسا کہ ہم عبادت، خشوع وخضوع، عاجزی، انابت اور توکل میں آپ ﷺ کو بھیجنے والے (اللہ تعالیٰ) کی توحید کے قائل ہیں۔ یہ دو قسم کی توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بندے کی نجات اس دو قسم کی توحید کے بغیر ممکن نہیں، یعنی بھیجنے والے اللہ کی توحید اور رسولِ کریم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی توحید۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص ١٦٠)

نیز لکھتے ہیں:

''یہ ناممکن بات ہے کہ شفا، ہدایت اور علم ویقین اللہ ورسول کے کلام سے حاصل نہ ہو اور ان حیران وپریشان لوگوں کی کلام سے حاصل ہو جائے، بلکہ ضروری ہے کہ اللہ ورسول کے فرمان کو اصل بنایا جائے، اس کے معنیٰ میں غور وفکر کیا جائے، اسے سمجھا جائے، اس کی عقلی اور خبری وسمعی دلیل وبرہان کو پہچانا جائے، اِس اور اُس کلام پر اس کی دلالت سمجھا جائے اور لوگوں کے وہ اقوال، جو اس کے موافق اور مخالف ہوں، ان کو متشابہ ومجمل قرار دے کر ان کے قائلین سے کہا جائے، یہ الفاظ اس اس بات کا احتمال رکھتے ہیں۔ اگر انہوں نے رسول ﷺ کی حدیث کے موافق مراد لی ہو تو قبول کر لیا جائے اور اگر ان کی مراد اس کے خلاف ہو تو اسے ردّ کر دیا جائے۔''(شرح العقيدة الطّحاوية، ص ١٦٧)

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰى أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَأْذِنُوْهُ﴾ (النّور: ٦٢)

''مومن وہی ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب کسی اجتماعی معاملہ (جہاد وغیرہ) میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوں، تو آپ کی اجازت کے بغیر قدم نہیں اٹھاتے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''جب یہ بات ایمان کے لوازمات میں سے کر دی گئی ہے کہ وہ جب نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ ہوں، تو وہ آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر کسی طرف نہیں جا سکتے۔ سب لوازم میں سے پہلا تو یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر کسی قول اور علمی راستے کی طرف نہ جائیں۔ آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین سے معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ نے اس بارے میں اجازت دی ہے۔''

(إعلام الموقعين: ١/٥١-٥٢)

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الجاثية: ١٨)

''ہم نے آپ کو ایک مخصوص شریعت عطا کی، اس کی پیروی کیجئے، لاعلم انسانوں کی خواہشات کے تابع نہ ہو جائیے۔''

❁ امام اوزاعی رحمہ اللہ (۱۵۷ھ) نے مخلد بن حسین رحمہ اللہ سے کہا:

يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، إِذَا بَلَغَكَ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ، فَلَا تَظُنَّنَّ غَيْرَهٗ، وَلَا تَقُولَنَّ غَيْرَهٗ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا إِنَّمَا كَانَ مُبَلِّغًا عَنْ رَّبِّهٖ .

''ابو محمد! جب آپ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث پہنچے، تو اس کے بعد کوئی دوسری بات مت سوچیے، نہ اس کے علاوہ کچھ کہیے، کیونکہ محمد ﷺ اپنے ربّ کی طرف سے (وحی) پہنچانے والے تھے۔''

(الفقیہ والمتفقّہ للخطیب : ۱۴۹/۱، وسندہٗ حسنٌ)

❀ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مکالمہ ہوا:

أَضْلَلْتَ النَّاسَ، قَالَ : وَمَا ذَاكَ يَا عُرَيَّةُ؟ قَالَ : تَأْمُرُ بِالْعُمْرَةِ فِي هٰؤُلَاءِ الْعَشْرِ، وَلَيْسَتْ فِيهِنَّ عُمْرَةٌ، فَقَالَ : أَوَلَا تَسْأَلُ أُمَّكَ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ عُرْوَةُ : فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ لَمْ يَفْعَلَا ذٰلِكَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : هٰذَا الَّذِي أَهْلَكَكُمْ، وَاللّٰهِ مَا أَرٰى إِلَّا سَيُعَذِّبُكُمْ، إِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَتَجِيئُونِي بِأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ، فَقَالَ عُرْوَةُ : هُمَا وَاللّٰهِ كَانَا أَعْلَمَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتْبَعَ لَهَا مِنْكَ .

''(عروہ نے کہا:) آپ نے لوگوں کو غلط راستے پر لگا دیا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عروہ! بات کیا ہے؟ کہا: آپ ذی الحجہ کے دس دنوں میں عمرہ کا حکم دیتے ہیں، حالانکہ ان میں عمرہ نہیں ہوتا؟ فرمایا: آپ اس بارے میں اپنی والدہ

(اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا) سے کیوں نہیں پوچھ لیتے؟ عرض کیا: سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے یہ کام نہیں کیا۔ فرمایا: اللہ کی قسم! اسی چیز نے آپ لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اللہ کا عذاب نہ آ جائے، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں، آپ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما (کی بات) پیش کرتے ہیں؟ عروہ نے کہا: اللہ کی قسم! وہ دونوں سنت نبوی کو آپ سے زیادہ جاننے والے تھے اور آپ سے زیادہ اس کی پیروی کرتے تھے۔''

(الفقیہ والمتفقّہ للخطیب: ۱/۱۴۵، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) اس اثر کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قَدْ كَانَ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ عَلٰى مَا وَصَفَهُمَا بِهِ عُرْوَةُ؛ إِلَّا أَنَّهٗ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُّقَلَّدَ أَحَدٌ فِي تَرْكِ مَا ثَبَتَتْ بِهِ سُنَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ایسے ہی تھے، جیسا عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا، مگر کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت امر بھی ان کی پیروی میں چھوڑ دے۔''

شیخین رضی اللہ عنہما اور عشرہ ذوالحجہ میں عمرہ:

یہاں ایک وضاحت کرنا چاہوں گا کہ شیخین سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے عشرہ ذوالحجہ میں عمرہ سے روکنا ثابت نہیں۔ واجب کام پر کسی کا عمل نہ کرنا، اس بات پر دلیل نہیں کہ وہ اس کام کو ناجائز سمجھتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر شیخین ان دنوں میں عمرہ کو جائز نہ سمجھتے ہوں، تب بھی اسے مخالفت نہیں کہا جا سکتا، اسے عدم علم پر محمول کیا جائے گا، کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا مجموعی طرز عمل

یہی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث سن کر سر تسلیم خم کرتے تھے۔

❀ امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (۱۰۱ھ) نے لوگوں کی طرف یہ خط لکھا:

لَا رَأْيَ لِأَحَدٍ مَّعَ سُنَّةٍ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''طریق رسول ﷺ کی موجودگی میں کسی اور کی پیروی درست نہیں۔''

(التّاريخ الكبير لابن أبي خيثمة: ۹۳۳۵، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام مالک بن انس رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

كُلَّمَا جَاءَ نَا رَجُلٌ أَجْدَلُ مِنْ رَجُلٍ، أَرَادَنَا أَنْ نَرُدَّ مَا جَاءَ بِهٖ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''ہمارے پاس چرب زبان لوگ آتے رہتے ہیں، انہوں نے ہم سے یہ امید وابستہ کر رکھی ہوتی ہے کہ ان کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر، وحی الٰہی کو رد کر دیں گے۔''

ؤ(شَرَف أصحاب الحديث للخطيب: ۱، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

يَسْقُطُ كُلُّ شَيْءٍ خَالَفَ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يَقُومُ مَعَهٗ رَأْيٌ وَّلَا قِيَاسٌ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَطَعَ الْعُذْرَ بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''فرمان رسول ﷺ کے مخالف ہر چیز باطل ہے، کوئی رائے یا قیاس اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا، کیوں کہ اللہ نے قول رسول ﷺ کے مقابلہ میں تمام عذر ختم کر دیئے ہیں۔'' (كتاب الأمّ: ۱۹۳/۲، السّنن الكبرىٰ للبيهقي: ۲۴۱/۹)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

إِذَا ثَبَتَتِ السُّنَّةُ؛ لَا تُتْرَكُ لِتَرْكِ بَعْضِ النَّاسِ أَوْ أَكْثَرِهِمْ أَوْ كُلِّهِمْ لَهَا.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ثابت ہو جائے، تو اسے بعض، اکثر یا تمام لوگوں کے عدم عمل سے ترک نہیں کیا جائے گا۔''(شرح صحيح مسلم: ١٨٦/٤)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ الْمَعْلُوْمِ أَنَّكَ لَا تَجِدُ أَحَدًا مِّمَّنْ يَّرُدُّ نُصُوْصَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بِقَوْلِهٖ؛ إِلَّا وَهُوَ يُبْغِضُ مَا خَالَفَ قَوْلَهٗ، وَيَوَدُّ أَنَّ تِلْكَ الْآيَةَ لَمْ تَكُنْ نَزَلَتْ، وَأَنَّ ذٰلِكَ الْحَدِيْثَ لَمْ يَرِدْ، وَلَوْ أَمْكَنَهٗ كَشْطُ ذٰلِكَ مِنَ الْمُصْحَفِ لَفَعَلَهٗ.

''پکی بات ہے کہ جو اپنے قول کے ساتھ کتاب وسنت کی نصوص رد کرتا ہے، وہ اپنے قول کے خلاف آنے والی بات ناپسند بھی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی اور یہ حدیث وارد نہ ہوئی ہوتی۔ اس کے بس میں ہوتا، تو اسے قرآن سے نکال دیتا۔''(درء تعارض العقل والنّقل: ٢١٧/٥)

۞ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ السَّعَادَةَ وَالْهُدٰى فِي مُتَابَعَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّ الضَّلَالَ وَالشَّقَاءَ فِي مُخَالَفَتِهٖ، وَأَنَّ كُلَّ خَيْرٍ فِي الْوُجُودِ، إِمَّا عَامٌّ وَإِمَّا خَاصٌّ؛ فَمَنْشَؤُهٗ مِنْ جِهَةِ الرَّسُولِ، وَأَنَّ كُلَّ شَرٍّ فِي الْعَالَمِ مُخْتَصٌّ بِالْعَبْدِ؛ فَسَبَبُهٗ مُخَالَفَةُ الرَّسُولِ أَوِ الْجَهْلُ بِمَا جَاءَ بِهٖ، وَأَنَّ

سَعَادَةَ الْعِبَادِ فِي مَعَاشِهِمْ وَمَعَادِهِمْ بِاتِّبَاعِ الرِّسَالَةِ .

''انسانیت کی سعادت وہدایت اتباعِ رسول میں ہے، جب کہ آپ ﷺ کی مخالفت گمراہی وبدبختی کا باعث ہے۔ ذات رسول تمام عام وخاص بھلائیوں کا سرچشمہ ہے اورآپ ﷺ کے احکام کی مخالفت تمام برائیوں کی بنیاد ہے، دنیا وآخرت میں کامیابی کامداراتباعِ رسول ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی : ۹۳/۱۹)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

''جوشخص علما کے اقوال نصوص شریعت پر پیش کرتا ہےاورنصوص کے مخالف اقوال کو رد کردیتا ہے، وہ نہ تو علما کی آرا کورائیگاں جانتا ہے، نہ ان کی قصرشان کرتا ہے، بلکہ وہ تو علما کی پیروی کرتا ہے، کیوں کہ علماءبھی اتباع وحی پر مامور ہیں، انہوں نے وصیت کی ہے کہ ''نص کے خلاف ہر کسی کی بات کو رد کیا جاسکتا ہے۔لہٰذا علماء کا حقیقی پیرو وہی ہے، جوان کی وصیت پر عمل کرتا ہے۔علما کے وہ اقوال، جوخلاف نصوص ہوں، انہیں نصوص کی بناپر چھوڑ دینا اس سے بہتر ہے کہ ان اقوال کی بناپر نصوص چھوڑ دی جائیں، یہیں سے تقلید اورفہم سلف میں فرق واضح ہوجاتا ہے، مقلدین ان کی بات کتاب وسنت میں بنادیکھے اور بلا دلیل وبرہان قبول کرتے ہیں، بلکہ شیطان اسے ان کے گلے کا پٹکا بنادیتا ہے،جس کے بغیر کہیں جانے کے نہیں رہتے، اسی لئے اس کا نام تقلید ہے، جب کہ فہم سلف توعلم سلف کی روشنی میں سنت رسول تک پہنچنے کانام ہے۔''(الرّوح : ٢٦٤)